UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

ماقبل اسلام کے عرب افغان تعلقات کا خصوصی مطالعہ

A Fouced Study of Arab-Afghān Relations in the Pre-Islāmic Era

Dr. Ibād ur Reḥmān
Assistant Professor, Department of Islāmic Studies, Agriculture University, Peshāwār
Email: Ibad77@gmail.com

Mukhtiar
M.Phil Scholar, Department of Islāmic Studies, Agriculture University, Peshāwār
Email: mukhtiar_m@hotmail.com
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

Abstract:

Afghanistān is considered to be the most ancient Islamic State in South Asia comprising the tribes which make up the majority of Afghān population. History tells us that all Pashtūn tribes of the region embraced Islam collectively before any other in the region. Relations with the Arabs and Arabian Peninsula existed even before the advent of Islam and in the time of Talut, the king appointed by Allah as mentioned in the Islamic chronicles. One of his grand son's name was Afghania, which the historians connect with Afghan links. During the invasion of Bait al Muqadas by the forces of Bakh Naṣar many Jews (Israelites) were either killed or forced to take refuge in Ghōr, Ghāznī, Qanda'hār and Kabūl. Later on their progeny moved to Iran or stayed back in Afghanistān. The historian agrees that there were links between Afghān and Arabs even before Islām. In this research paper the Arab-Afghān relationship and the prevailing situation in that region prior to Islām has been portrayed.

Keywords: *Afghān, Arab, Khurāsān, History, Relation, Islām*

تعارف موضوع:

مملکتِ افغانستان قدیم اسلامی ریاست شمار کی جاتی ہے، افغانستان کی اکثریتی آبادی پشتون مسلمانوں پر مشتمل ہے، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس خطے کے پشتون قبیلہ سب کے سب بہ یک وقت مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام سے پہلے ان لوگوں کا مذہبی تعلق کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ طالوتؑ (جس کا ذکر سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۴۷ میں ہے) نے جب اپنی سلطنت داودؑ کو سپرد کر دی اور خود اپنے بیٹوں کے ہمراہ جہاد کے لئے نکل رہے تھے، تو

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

اس کی دو بیویاں حاملہ تھیں، ان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے، جن میں سے ایک کا نام برخیا اور دوسرے کا نام ارمیار کھا گیا، بعد میں برخیاء نے اپنے بیٹے کا نام آصف اور آرمیاء نے افاغنہ رکھا۔ بخت نصر نے جب بیت المقدس پر حملہ کیا تو بنی اسرائیل کے بہت سارے مردوں کو قید کیا، جو بچ گئے انہوں نے غور، غزنی، قندہار اور کابل میں جا کر پناہ لی، اس طرح آفاغنہ کی اولاد ایران اور افغانستان منتقل ہوئے۔ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اسلام سے پہلے افغانستان اور جزیرہ عرب خصوصا اہل مکہ کا آپس میں روابط تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی طرف ایسے اشعار منسوب ہیں، جس میں آپ نے کابل کا ذکر کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ افغانستان کی سرزمیں پر جب اسلام کی کرنے پڑی تو ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس مقالے میں افغانستان اور عرب کے اسلام سے پہلے حالات اور روابط کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

وجہ تسمیہ افغانستان:

افغانستان کا مطلب ہے افغانوں کی سرزمین تاہم لفظ "افغان" مؤرخین کے ہاں ہمیشہ زیر بحث رہا ہے۔ تاریخ فرشتہ کے مصنف "محمد قاسم فرشتہ" لفظ افغان کو "فغان" یعنی آہ و فریاد اور غوغا کے معنوں میں استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ہر وقت شور شرابے میں مبتلا رہتے تھے۔[1]

تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی کے مصنف نعمت اللہ ہروی لفظ "افغان" کا رشتہ قرآن پاک میں مذکور ملک طالوت(247:2) کے پوتے " افاغنہ " سے جوڑتے ہیں۔ جو اس قوم کے جد امجد تھے۔[2]

تتمة البيان فى تاريخ الأفغان کے مصنف سیدّ جمال الدین افغانی کہتے ہیں کہ اہل ایران ان کو افغان کہتے ہیں اور اس کا نام یہ بتاتے ہیں۔ کہ جب بخت نصر نے ان لوگوں کو گرفتار کیا تھا تو یہ لوگ آہ و فغان کرتے تھے اور فارسی میں آہ و فریاد کو فغان کہتے ہیں۔[3]

افغان جدید لفظ ہے۔ افغانوں کو فارسی زبان سے اس کا پتہ چلا ہے۔ جبکہ افغانوں کا قومی نام پشتون ہے۔ جس کی جمع "پشتانہ " ہے۔[4] دوسرا قول یہ ہے کہ لفظ "افغان " (ابگان Abgan کی صورت میں) کا ذکر پہلی مرتبہ تیسری صدی میلادی کے ساسانی دور میں ملتا ہے۔[5]

علاوہ ازیں افغانوں کے لئے "سلیمانی " اصطلاح بھی استعمال ہوا ہے۔ جو عربوں کے تاریخی ادب میں مذکور ہیں۔ افغانوں کا قومی نام " پشتون یا پختون، جمع پشتانہ یا پختانہ " ہے۔ سر اولف کیرو کے مطابق "لفظ پشتون یا پختون کا سر دو ڈھائی ہزار برس پہلے استعمال ہونے والی اصطلاح پکہت یا پکہتین سے جوڑا جا سکتا ہے۔ جس نے بعد میں پشتون یا پختون کی صورت اختیار کی "۔[6]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

خواجہ نعمت اللہ ہروی جو مغل شہنشاہ جہانگیر کا درباری مصنف تھا، انہوں نے فارسی زبان "تاریخ خانجھانی ومخزن افغانی" کتاب لکھی جو افغان مؤرخین کے ہاں ایک معتبر ماخذ تھا۔ تاریخ خانجھانی ومخزن افغانی ۱۰ ذالحجہ ۱۰۲۱ھ کو دکن میں مغلیہ حکومت کے صدر مقام برہان پور میں مکمل ہوئی۔

نعمت اللہ ہروی لکھتے ہیں:

> "جب بنی اسرائیل کے بادشاہ حضرت طالوتؑ (سورۃالبقرہ آیت ۲۴۷) نے اپنی خواہش پر بنی اسرائیل کے سردار حضرت داوٗدؑ کو اپنے پاس بلایا تو وہ اُن کے ساتھ بڑی رواداری کے ساتھ پیش آیا اور اپنی سلطنت اُن کے حوالے کی۔ اس کے بعد حضرت طالوتؑ حضرت شموئل کی نصیحت کے مطابق دس بیٹوں کے ہمراہ کفار کے خلاف جہاد پر نکلے اور حضرت داوٗد کو وصیّت کی کہ " میرے حرم میں دو بیبیاں جو لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں، حاملہ ہیں۔ تو اُن کی حفاظت کرنا، اللہ انہیں اولاد نرینہ عطا کرے گا اور خداوند تعالی اپنی حکمت اور قدرت کاملہ سے اُن کے دو لڑکوں کی نسل سے بہت سارے صالح اور پرہیزگاروں کے علاوہ اولیاء اللہ اور اہل حقیقت کو بھی پیدا کرے گا"۔[7]

حضرت داوٗد نے ان بیبیوں کی خبر گیری کی، اللہ تعالی نے ان دونوں کو دو بیٹے عطاء کیے اور داوٗد نے طالوت کی وصیّت کے مطابق ایک کا نام برخیاء اور دوسرے کا نام ارمیاء رکھا۔ دونوں کی خوب سرپرستی فرمانے کے بعد ہر ایک کو بنی اسرائیل کے ایک ایک گروہ کا سردار مقرّر کیا۔ ان کی محنت ولیاقت سے بنی اسرائیل کو ہر طرح کی خوشی نصیب ہوئی۔ اللہ نے ہر ایک کو ایک لڑکا عطا کیا۔ برخیاء نے اپنے بیٹے کا نام "آصف" اور آرمیاء نے اپنے بیٹے کا نام "افاغنہ" رکھا۔ حضرت داوٗد کے بیٹے حضرت سلیمانؑ نے آصف کو وزارتی انتظام اور افاغنہ کو فوج کا سربراہ مقرّر کیا۔ ان کی آل واولاد ملک شام میں آباد تھی۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد بخت نصر نے بیت المقدس کو فتح کرکے مسمار وویران کر دیا۔ بے شمار مردوں خاص کر جوان لڑکوں کو قید وبند میں ڈال دیا۔ باقی قوم کو جو توریت خواں تھی وہاں سے نکال کر غور، غزنی، قندھار، کابل اور کوہ فیروز کے پہاڑی علاقوں کی طرف دھکیل دیا۔ اسی طرح افاغنہ کی اولاد نے ایران اور افغانستان میں سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد بڑھتی گئی اور کثرت سے کافر قبیلوں کے خلاف متواتر جنگیں لڑتی رہی اور اکثر وبیشتر نے فتح حاصل کرکے کوہستان کا سارا علاقہ زیر نگین کر لیا۔

جغرافیائی محل وقوع:

افغانستان کے جدید نقشے کے مطابق شمال مغرب میں نو آزاد مسلم ریاستیں، شمال مشرق میں چین اور پاکستان کے شمالی علاقے، جنوب مغرب میں ایران، مشرق اور جنوب مشرق میں پاکستان واقع ہے۔ افغانستان کا کل

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

رقبہ ۲۵۱۷۷۳ مربع میل یا ۶۵۲۰۹۰ مربع کلومیٹر ہے۔[8]

افغانستان کا یہ جدید نقشہ تاریخی ارتقاء مدو جزر کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ مختلف قوموں کے حملوں اور نئی تہذیبوں کی وجہ سے افغانستان کے جغرافیائی حالات متاثر ہوتے چلے آرہے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس ملک کے جغرافیائی حالات سے اس ملک کی سیاسی تاریخ اور آبادی کے بار بار تشکیل کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔[9]

افغانستان کے پہاڑی سلسلے جو مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں، اس ملک کے جغرافیائی حالات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں میں کوہ ہندوکش زیادہ مشہور ہے جو افغانستان کا سب سے اونچا پہاڑ ہے۔ کوہ ہندوکش کا یہ پہاڑی سلسلہ پامیر کے پہاڑوں سے نکل کر جنوب مغرب میں تقریباً ۴۰۰ میل کی لمبائی اور ۲۲۵ میل کی چوڑائی پر پھیل جاتا ہے۔ اس کی بلند ترین چوٹی ترچ میر ۲۵۳۹۰ فٹ بلند ہے۔ علاوہ ازیں افغانستان کے پہاڑی سلسلوں میں مشہور درّے بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے آمدورفت آسانی سے ہو جاتی ہے۔[10]

کوہ ہندوکش کا دوسرا اہم پہاڑی سلسلہ "کوہ بابا" ہے۔ یہ سلسلہ مغرب کی جانب تین حصّوں میں بٹ جاتا ہے۔ اور آخری حصّہ ہرات کے قریب کوہ سفید (سپین غر) اور سیاہ کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ "کوہ بابا" کی لمبائی ۳۰۰ میل جبکہ اس کے متعدد چوٹیوں کی بلندی، ۱۸،۳۴۰ اور ۱۰،۰۰۰ افٹ کے درمیان ملتی ہے۔ اس کی بلند ترین چوٹی شاہ فولادی ہے۔ جو کہ ۱۷۰۰۰ افٹ بلند ہے۔[11]

"کوہ سکارام" بلند ترین چوٹی ہے۔ جو کہ ۱۵۶۲۰ فٹ اونچی ہے۔ یہ شمال کی جانب دریائے کرم اور دریائے کابل کی وادیوں کے درمیان سفید کوہ (مذکوہ اوپر کوہ سفید سے مختلف) ایک اونچا کوہستان ہے۔ کوہ سکارام جلال آباد کو دریائے کرم اور آفریدی تیراہ سے جدا کرتی ہے۔ اس میں تاریخی اہمیّت کا حامل درّہ، درّہ خیبر واقع ہے۔ افغانستان کا جنوبی پہاڑی سلسلہ کوہ سلیمان (بوجہ واقع علاقہ سلیمان خیل غلزئی) واقع ہے۔ اسکی بلند ترین چوٹی " تخت سلیمان" ۱۱۲۰۰ افٹ بلند ہے۔[12]

جغرافیائی اہمیّت اور مرکزیت واضح کرتے ہوئے سلطنت مغلیہ کے بانی ظہیر الدّین بابر اپنی سوانح عمری "تزک بابری" میں لکھتے ہیں:

> "افغان سرزمین کے کسی بھی مرکز سے ہندوستان پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ شمال ہند کی مستقل فتح کیلئے کابل کو ہر حال میں محفوظ رکھنا ہوگا۔ کابل ایک ایسا مقام ہے جہاں سے آپ ایک دن میں ایسے مقامات پر جاسکتے ہے جہاں کبھی برف پگھلتی نہیں اور دو ساعت میں ایسی جگہ پہنچ سکتے ہیں جہاں کبھی برف پڑتی ہی نہیں"۔[13]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

افغانستان کو آثار قدیمہ کے ماہرین انسان کی پیدائش اور ظہور کا اولین گہوارہ کہتے ہیں۔ مشہور مؤرّخ اور ماہر آثار قدیمہ (louis Dupree)کے مطابق قدیم حجری (palcolithic) انسان ۵۰۰۰۰ سال قبل شمالی افغانستان (کوہستان ہندو کش) کے غاروں میں رہائش پذیر تھا۔[14]

دوسری جنگ عظیم کے بعد مغربی افغانستان (نادعلی علاقہ سیستان) میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے شواہد ملتے ہیں کہ افغانستان اُن مخصوص مقامات میں شامل ہے، جہاں پر انسان نے پہلے اپنے تہذیب وتمدّن کی بنیاد رکھی تھی۔[15]

اٹھارویں صدی عیسوی (۱۷۴۷ء)تک یہ ملک خراسان کے نام سے موسوم رہا۔ جغرافیائی وحدت کے اعتبار سے اسلام آنے سے پہلے افغانستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں (ولایات) میں بٹاہوا تھا۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تخارستان (موجودہ قطغن اور بدخشاں)

(۲) آریانا (ہرات) ، اپارتیا (خراسان)، کارامانیا (کرمان)

(۳) اوشیا (بلوچستان)

(۴) زت کوش (پنجاب) ، کشمیر، بلورستان یا بولر (نورستان اور چترال)

(۵) سکاستین یا سجستان (ستیان، زابلستان)

(۵) سغد (بخارااور سمرقند) خوارز میش (خوارزم)

(۷) باختر (میمنہ اور مزار شریف)

(۸) اراکولیا (قندھار)

(۹) پاکستان یا پاختیا (موجودہ جنوبی ولایات)

(۱۰) اندس (سندھ)

(۱۱) گندھارا (پشاور، سوات، ننگرھار، کابل) اور غور (موجودہ ہزارہ جات)[16]

۲۵۰۰ق م کے لگ بھگ آریالوگ افغانستان کے سرزمین پر آباد تھے۔ یہ لوگ کوچہ گری کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب ان کی آبادی بہت بڑھ گئی تو دریائے آمو کے کناروں سے جنوب کے علاقوں میں منتقل ہونے لگے اور باختر (بلخ) سے گزر کر ہندوکش کے شمال اور جنوب میں آباد ہو گئے۔ وقت گزرنے کے بعد جب ان کی تعداد اور بھی بڑھ گئی تو دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں آباد ہو کر ایک نئی مدنیت جس کو تاریخ میں ویدی مدنیت یا عہد (آریاؤں کی مقدّس کتاب وید کی نسبت سے) لکھا گیا ہے۔ تشکیل دی۔ آریاؤں کی کتابوں خصوصاً "رگ وید" میں افغانستان کے اکثر مقامات اور قبائل کا ذکر ملتا ہے۔[17]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

آریاؤں کی تمدنی، تہذیبی اور اقتصادی زندگی اس وقت شروع ہوئی، جب ان لوگوں نے کوچہ گری اور خانہ بدوشی کی زندگی سے نکل کر شہری اور مدنی زندگی اختیار کی اور دائمی زندگی گزارنے کیلئے بستیاں اور دیہات آباد کئے۔[18]

آریا قوم کے مشہور شہر بلخ کی سنگ بنیاد اس کی تہذیب وتمدّن کی داغ بیل اور ارتقاء کا ضامن ہے۔ جو کہ اسی عہد کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔[19]

اوستا[20] کے مطابق بلخ کا پہلا حکمران ہوشنگ (ملقب بہ پارا داتا، پیش داد یعنی پہلا قانون گزار کے نام سے معروف ہے۔ بلخی حکمرانوں نے پہلی دفعہ رسم زراعت اور دہقانیہ کو ایجاد کیا۔ حکمرانوں نے عدل وانصاف کو اپنا اساس بنایا۔ یہ حکمران رب النوع[21] پر بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس کا ذکر "ویدی سرود" میں پایا جاتا ہے۔ پارا داتا (پیش دادی) خاندان کے بعد جو بھی بلخ کے حکمران ہوتے تو اس کے نام کے ساتھ لقب "کوی" یا "کی"، "کاوی" (بہ معنی ہوشیار امیر یا بادشاہ) کا استعمال ہوتا ہے۔[22] اس خاندان کا پہلا حکمران "کواتہ" Kavata تھا۔ جو سیستانی پہلوان رستم کے باپ کی درخواست پر جنوبی بلخ میں تخت نشین ہوا۔[23]

اس حکمران نے پندرہ سال حکمرانی کی۔ یہ بڑا منصف مزاج اور لوگوں کے آرام وآسائش کا دلدادہ حکمران تھا۔ عبدالحئ حبیبی کے مطابق یہ بھی فریدون کی نسل سے تھا اور اوستا میں کواتہ (کیقباد[24]) کے علاوہ اس خاندان کے دوسرے بادشاہوں کے بھی نام آئے تھے۔ مثلاً اپیوہ، کی اوشن، کی بیرشن اور کی پشین۔ مگر قدیم کتب میں ان بادشاہوں کو بہت کم شہرت ملیکواتہ (کیقباد) کے بعد اس کا بیٹا "کوی اوسن" Kavi Usan (کیکاؤس) بلخ کے تخت پر بیٹھا۔[25]

کیکاؤس کے بعد اس کا بیٹا سیاورشن اور اس کے بعد اس کا بیٹا کیخسرو بلخ تخت نشین ہوا۔ خسرو کے بعد بلخ پر جن حکمرانوں نے حکومت کی ہے۔ اس کے آخر میں کلمہ "اسپہ" آتا ہے۔ مثلاً اورر تاسپہ (Auruut-Aspa) دارای اسپہ، ویشتا اسپہ (گستاسپ) اسپہ خالصتاً باختری نسبت ہے۔ اسی وجہ سے کہ بلخ تاریخی دور کے شروع میں گھوڑوں کی مشہور پرورش گاہ رہا ہے۔ اس وجہ سے بلخ کے لوگ بہترین شہسوار گردانے جاتے ہیں۔[26]

ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق ۷۰۱ق م سے ۵۵۰ تک مندرجہ ذیل چار حکمرانوں کی حکومت رہی ہے۔

(۱) دیوکس Deices (یونانی نام) دہیاکو یادہکان (اسوری نام) ۷۰۸ تا ۶۵۵ق م

(۲) فرہ اورتس پسر دیوکس ۶۵۵ تا ۶۳۳ق م۔

(۳) سیاکزار ہووخشتر ۶۳۳ تا ۵۸۵ق م۔

(۴) استیاگس Asteysges از دہاک پسر ہووخشتر ۵۸۵ تا ۵۵۰ق م۔[27]

استیاگس نے ۵۳ برس حکومت کرنے کے بعد خراسان ھخامنشی خاندان کے زیر اقتدار آیا۔ ھخامنشی خاندان

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

(Achaemenion) کا نسلی تعلق آریاؤں سے تھا۔ آخری مادی حکمران استیاگس Astyages نے اپنی بیٹی "ماندانہ" (Mandane) کو ھخامنشی سلسلے کے چھٹے ساتراپ (Satrap) (والی ولایت) " کمبوجیہ ثانی " (Cambyses) کے نکاح میں دی۔ جس سے ھخامنشی سلسلے کے اس نامور حکمران نے جنم لیا۔ جو تاریخ میں "کوروش اعظم" (Cyrus, the great) کے نام سے مشہور ہوا۔[28]

کوروش اعظم ھخامنشی خاندان کا ساتواں عظیم فاتح حکمران تھا۔ کوروش اعظم کو عربوں نے خورس یا کیخسر یونانی اور یورپین مؤرخین نے سائرس Cyrus اور یہود نے اخسویرس یا اخوبرش لکھا ہے۔

کورش اعظم اپنے فتوحات کا سلسلہ مدّتوں جاری رکھتے ہوئے بلخ درنگیانہ (DrangiÉnÉ) (سیستان، قندہار ہلمند کو فن یا کوھا) (کابل) اور غزنہ تک بڑھایا۔ اس طرح مشرق کی طرف (ہرات) پرتو (پارت) اور سوگو دو (سغد) تک کے علاقے شامل کئے۔ ۵۲۹ ق م کے دوران مغربی افغانستان میں ایک خانہ بدوش قبیلے کے خلاف لڑتے ہوئے کوروش اعظم مارا گیا یا طبعی موت مرا۔ تاریخ میں کوروش Cyrus بہ معنی بزرگ، بڑا یا عظیم کے نام سے پکارا گیا۔ اس عظیم حکمران کے عہد حکومت میں یہودیوں کو بابل کی اسیری سے نجات ملی۔ انہوں نے بیت المقدس کو دوبارہ آباد کیا۔ جس کو بابل کے حکمران بخت نصر ۵۸۴ ق م میں مسمار کر چکا تھا۔[29]

کورش کی وفات کے بعد اس کا بیٹا کمبوجیہ سوم حکمران بنا۔ چنانچہ کمبوجیہ مصر کے فتح کے بعد وہی مقیم ہو گیا جس کی عدم موجودگی میں ماد (شمالی فارس) کے لوگوں نے بغاوت کر دی۔ بغاوت ختم کرنے کے بعد مصر سے واپس ہوا، جو کہ شام کے قریب مارا گیا۔[30]

کورش اعظم کے بعد ھخامنشی خاندان کا عظیم حکمران داریوش اول Darius ۵۲۲ تا ۴۸۶ ق م گزرا ہے۔ اس حکمران کی وجہ سے مفتوحہ علاقہ میں امن وامان قائم ہو گیا۔[31]

(چوتھی صدی ق م) میں اسکندر اعظم کے حملے کے وقت ھخامنشی سلطنت بغاوتوں کا شکار تھا۔ اسی بغاوتوں کی وجہ سے پشکلاتی (چارسدہ) اور مشرقی گندھارا (ٹیکسلا) میں خود مختار ریاستیں قائم ہو چکی تھیں۔ جو اسکندر اعظم کے حملے کا جو سدباب نہ کر سکیں۔ اس خطے پر اسکندر اعظم مقدونی کے لشکر کشی کے اتنے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ جس نے زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کیا۔ "اسکندر" جس کا یونانی لغوی شکل "الکساندروس" ہے۔ الکساندروس دو لفظوں کا مرکب ہے۔ " الکسوبہ " بہ معنی حامی اور "اندوس" بہ معنی انسان۔ لہٰذا الکساندروس کے معنی حامی انسان کے ہیں۔[32]

اسکندر یونان کے شمال میں مقدونی ریاست کے بادشاہ فلپ دوم (philip ii) کے بیٹے تھے۔ جو شہر پلا میں ۳۵۶ ق م میں پیدا ہوئے۔ اسکندر اعظم بیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ اسکندر کی ماں کا نام اولمپس (Olympus) تھا۔ جو مولوس (Molosses) کے بادشاہ "نہ اوپ تولم" (Nooptoleme) کی بیٹی تھی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

اور اس کا سلسلہ نسب یونان کے داستانی پہلوان آشیل(Achile) سے بتایا جارہا ہے۔لہٰذا یونانی مؤرخین نے اسکندر کو باپ کی طرف سے ہرکولHercule(نیم ربّ النوع) اور ماں کی طرف سے آشیل سے منسوب کیا ہے۔لیکن ایرانی داستانوں میں اسکندر کی ماں کا نام "ناہدہ" لکھا گیا ہے۔اسکندر اعظم کی تعلیم وتربیت کیلئے ارسطو(جو افلاطون کے مکتبہ سے منسلک تھا) کو مقرّر کیا گیا۔[33]

جب اسکندر اعظم نے ۳۴۳ق م میں اپنی اسّی ہزار فوج اور بحری بیڑے کے ساتھ مشرق کی طرف ایران کارخ کیا۔اس وقت ایران میں "داریوش سوم" بر سر اقتدار تھا جو کہ ایک آرام پسند اور لاپرواہ حکمران تھا۔اگرچہ اس نے بھی اسّی ہزار فوج کے ساتھ بڑی دلیری سے اسکندر اعظم کا مقابلہ کیا۔ لیکن اسکندر اعظم "تخت جمشید"[34]پر قبضہ جمانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور تینوں جنگوں گرانیکس (GranicËs) ایسوس اور گوگمل (GaugÉmelÉ) داریوش سوم شکست سے دوچار ہو کر"اگباتانا(ہمدان)"کی طرف فرار ہوگیا۔جو کہ ۳۳۰ق م میں اپنے ایک والی"بسوس" کے ہاتھوں قتل ہوا[35]

داریوش سوم کی تجہیز وتکفین اسکندر اعظم نے شاہانہ طریقے سے انجام دی۔"بسوس"نے اپنے آپ کو اردشیر چہارم کے نام سے مشہور کرکے بادشاہت کا اعلان کیا۔اسکندر اعظم بسوس کے تعاقب میں نکل کر ۳۳۰ق م میں علاقہ افغان میں داخل ہوا۔مؤرخین لکھتے ہیں کہ اسکندر کو اطلاع ملی کہ بسوس نے "ارغوانی لباس"(ھخامنشی شاہی وقار کی علامت) پہن کر بادشاہت کا اعلان کر دیا ہے۔اس دوران ساتی برزن (Satibarzanes) والی ہریوہ (ہرات) نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔اور بسوس کے ساتھ جاملا۔اسکندر اعظم نے باختر جانے سے پہلے برزن پر حملہ کرنے کی عرض سے بڑھا لیکن برزن باختر چل کر بسوس سے ملا تھا۔اسکندر اعظم نے ولایت زرنگہ ZarangÉ(ہلمند اور سیستان) کارخ کیا۔برزانت والی کا زرنگہ جو داریوش کے قاتلین میں سے تھا۔ہیندوش(سندھ) کے مشرق کارُخ کیا۔البتہ ہیندوش کے لوگوں نے اسکندر اعظم کی ڈر سے اسکندر کے حوالہ کیا۔برزانت کو بغاوت کی جرم کی پاداش میں سولی دی گئی۔[36]

اسکندر اعظم نے ۳۳۰ق م کے موسم خزان تک ہرات،ہلمند و سیستان اور قندہار،بلوچستان اور ہندوکش پر قبضہ مکمل کر لیا تھا۔ جنوبی افغانستان میں قندھار کے قریب اسکندر اعظم نے اسکندریہ Alexandria کا شہر بسایا۔اسی شہر میں یونانی افواج کیساتھ ساتھ مقامی آبادی کو بھی بسایا۔[37]

۳۲۹ق م میں اسکندر اعظم نے کابل کے شہر پر قبضہ جما کر اس شہر کے تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر قفقاز(Alexdndria)کا دوسرا نیا شہر بسایا۔[38]

۳۲۹ق م میں اسکندر اعظم بسوس کے تعاقب میں دریائے آمو(oxËs)کے پار سوغودہ(موجودہ سمر

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

قند) کی طرف روانہ ہوئے۔یونانی افواج نے دریائے آمو پار کرکے بسوس کو قید کرلیا۔ اسکندر اعظم نے اُن کے گردن میں کتّے کا پٹّا ڈال کر برہنہ بدن گھوڑوں سے گھسیٹا اور کان، ناک کاٹ کر "اگباتانا" (موجودہ ہمدان) بھیج کر بغاوت کی پاداش میں سُولی پر لٹکایا۔[39]

اسکندر اعظم نے سپیتا منش(باختر کے بہادر اور شجاع جنگجو) کو بغاوت کی پاداش میں باختر جانے پر مجبور کیا۔ سپیتا منش نے تین ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مقابلہ کیا، لیکن ساتھیوں کی غداری کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ مزاحمت کے دوران باختر کے نجیب و شریف خاندانوں کے لوگ نزدیک پہاڑوں میں پناہ گزین ہوئے۔اس میں ایک ہوخیار تس(باختری سردار) تھا۔ اس کے اہل وعیال بھی گرفتار ہوئے۔ قیدیوں میں ہوخیار تس کی ایک بیٹی بھی موجود تھی۔ تاریخ دان اُسے باختری میں "روسانہ" اور یونانی میں "رکسانہ" RoxanÉ یعنی "رخسانہ"کانام دیتے ہیں۔۳۲۷ق م میں یہ باختری اسکندر اعظم کی بیوی بنی۔[40]

یونانی مؤرخین کے مطابق "اسکندر پیش قدمی کرتا ہوا، اسپیزو Aspas ii(غالباًیوسفزئی) گورائی Gurae اور اساکن Assaceni(سوات) کے علاقہ میں داخل ہوگیا۔اس کے بعد اسکندر نے دریا "گرائیس" GuraeËs عبور کیا۔اس علاقے کا سب سے بڑا شہر جو مساگا MassÉga ہے فتح کیا۔ پھر اسکندر نے کوئنیس کو بازیرہ بھیجا۔[41]

اسکندر اعظم اگرچہ دنیا کے عظیم جرنیل اور فاتح حکمران تھا۔ لیکن اس نے کروڑوں انسانوں کی زندگی کے عوض اپنی ساکھ کو قائم کیا۔ اسکندر اعظم کی موت ۱۳ جون ۳۲۳ق م کو واقع ہونے کے بعد ان کے جرنیلوں میں اقتدار کیلئے لڑائیاں شروع ہوگئی۔دارا کی سلطنت کا ایشائی حصّہ سلوکس SeleucËs کے ہاتھ آیا۔ لیکن وہ سلطنت کی مشرقی حصّوں میں اقتدار قائم نہ کرسکا۔جب سلوکس نے ۵۰۳ق م میں دریائے سندھ کی طرف پیش قدمی کی۔ تو ہندوستان کے حریف چندر گپت(یونانی نام سنڈراکوٹوس)کے حق میں پانچ سو ہاتھیوں کے تحفہ کے عوض گندھارا، اراکوشیا اور جدروسیا سے دست بردار ہوگیا۔ جس نے ۳۳۲ق م میں " موریہ خاندان"کی بنیاد ڈالی اور جو" اشوکا" (۲۲۷۔۲۶۹ق م) کا دادا تھا۔[42]

۳۰۰ق م میں چندر گپت موریہ کی وفات ہوئی۔ اور اس کا بیٹا "بیندوسارہ" اس کا تخت نشین ہوا۔بیندوسارہ نے یونانی حکمرانوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کئے۔ بیندوسارہ نے ۲۷سال حکومت کی اور ۲۷۳ق م میں وفات پاگیا۔[43]

بیندوسارہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اشوکا جسے تاریخ میں "اشوک اعظم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اشوکا کے حکمرانی کے ابتدائی دور میں انسانوں کا اس قدر خون بہایا گیا، جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ جنگ کالنگہ (Kalinga)میں ایک لاکھ آدمیوں کو مارا گیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار کو قید و بھوک سے ہلاک کیا گیا۔ اشوکا نے وسیع ہند موریہ سلطنت اور نصف افغانستان(گندھارا سے ارغنداو تک) حکومت کی۔ اشوکا نے ۲۶۰ق م

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

میں اپنے ظلم وستم پر پشیمان ہو کر "بدھ مت" کا مذہب قبول کیا۔[44]

اشوکا نے بدھ مت کی تبلیغ نہایت زور وشور سے کیا۔ لغمان، قندھار، مردان اور پشاور میں اشوکا کے نصب کئے ہوئے کتبے آج بھی موجود ہیں۔[45]

اشوکا نے (۲۲۷ق م) میں وفات پائی۔ اشوکا کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد موریہ سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد افغانستان پر ساکا، باختری اور ہندو تاتاری خاندان نے گندھارا پر حکومت کی۔ ساکا قدیم وسطی ایشیائی سہتی گروہ کی ایک شاخ ہے۔ جو اورال سمندر کے ساحلوں تک آباد تھے۔[46]

۱۳۰ق م کے لگ بھگ ساکاؤں نے ہرات کے قریب واقع گھاٹی کے راستے پیش قدمی کی اور درنگھیانہ اور آراکوسیا(سابق ھخامنشی اقلیم) پر قبضہ کرلیا۔ انہوں نے اقلیم کے نام کی نسبت سے "ساکستان"(بعد میں ستیان یا سجستان) آباد کیا۔[47]

ساکا کے چار حکمرانوں کے ناموں کا پتہ سکّوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جو "ماویس" (Maves)، آئس اول(Azesl) آیئلیسیز(Azilises)اور آئیس دوم Azes ii ہیں۔ ماویس نے ۹۷ اور ۷۷ق م کے درمیان پنجاب کی طرف پیش قدمی کی۔ ٹیکسلا کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ ساکا کی وفات کے بعد بیس سال تک اقتدار کیلئے ساکا قبائل ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ آخر کار آئیس اول ۵۸ق م میں امن قائم کیا۔ اور ساکا عہد کا آغاز کیا۔[48]

آئیس اول کے وفات کے بعد اس کا بیٹا آئیلیسیز ۵۰ق م کے لگ بھگ اور پھر پوتا آئیس دوم تخت نشین ہوا۔[49]

ساکا گروہ کے بعد "کشان" قبیلے کا ذکر آتا ہے۔ جو کہ ۸۰ق م میں کشانوں نے دریائے آمو کے جنوب میں باختر کو فتح کرکے سلطنت قائم کرلی۔ بعض محققین کی رائے کے مطابق کشانوں کی سلطنت کے مغربی حصّے میں بسنے والی رعایا ایرانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ مشرقی حصّہ ہندوستانی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض محققین کی رائے کے مطابق کشان ساکاؤں اور پارتھیوں دونوں نسلوں کے قرابت دار تھے۔ کشان باختر فتح کرنے کے بعد اپنے پہلے فرماں روا "کجلا کدفیس" CkujulÉ kÉdphises کی سرکردگی میں مشرق ومغرب کی طرف بڑھے اور وسیع سلطنت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جو کہ مشرق میں دریائے سندھ موجودہ افغانستان، موجودہ پاکستان، پنجاب اور وادی گنگا میں موجود آلہ آباد اور بنارس زیر تسلّط آگئے۔ کجلا کدفیس نے پارتیا(خراسان) کابل کا پیسا ۶۰ء کے لگ بھگ چڑھائی کرکے غزنی کے قریب "پوتا" Pauta کے رعایا کو بھی مطیع بنایا جو کہ بعض محققین کے نزدیک پشتون تھے۔[50]

کجلا کدفیس نے اپنی ۳۸ سالہ دور حکومت میں افغانستان اور باختر سے یونانی اور ساکا تمدّنی اثرات کو ختم کرکے افغانستان کو "کشانشہر" کے نام سے موسوم رکھا۔ اس کے علاوہ ان سکّوں پر ان کے القابات دہندار بادشاہ، فرزند آسمان اور عظیم شہنشاہ کے نام سے ذکر ہے۔ کجلا کدفیس نے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔[51]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

کجلا کدفیس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا "ویما کدفیس" حکمران بنا۔[52]

سکّوں کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کشان قوم نے دریائے سندھ میں پہنچنے کے بعد مختلف مذہبی اثرات قبول کیئے۔ ان مذہبی اثرات کے نتیجے میں ہیفاستوس (Hephaestus) ہراقل (Heracles) مہتراس (Mithras) اور مہاتما بدھ کے بُت اکٹھے رکھے جانے لگے۔ مذہب کے اس وسیع النظری کے نتیجے میں کشان خاندان کا عظیم شہنشاہ "کنیشکا" (Kanishka) نے آخر کار بودھوں کے گیان تک پہنچ کر اپنی عبادت گاہوں سے باقی تمام بتوں کو ہٹا کر عبادت کا وہ طریقہ اپنایا جو آج بھی گندھارا اور کشان دور کی خصوصیت ظاہر کرتا ہے۔[53]

کنیشکا ۱۲۵ یا ۱۴۴ ء میں کشان خاندان کا عظیم حکمران بنا۔ سردیوں میں اس کی سلطنت کا مرکز گندھارا کا صدر مقام " پوروستاپورہ" یعنی پشاور اور گرمیوں میں "کاپیسا بگرام" ہوتا تھا۔ پشاور کی مرکزی حیثیت کی بنا پر پوری سلطنت گندھارا کے نام سے مشہور ہوئی۔ کنیشکا اشوکا کا بہت اہم اور پکّا پیروکار تھا۔ اور اس کی سرکردگی میں گندھارا اپنے فن کے اعتبار سے اہم تہذیب کا مرکز بن گیا تھا۔ کشانی دور میں پشاور کو ایک وسیع شہنشائی دارالحکومت کی حیثیت حاصل ہوئی تھی۔ البتہ کشانی تاریخ مرتب کرنے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس خاندان کا اصل رابطہ ہندوستانی باشندوں سے رہا ہے۔ جو دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں تاریخ نویسی سے واقف نہ تھے۔ سکّوں کی مدد سے حکمرانوں کے بارے میں کافی معلومات ہیں۔ محکوموں کی پہچان، طریقہ زندگی کے متعلق کوئی تفصیل نہیں صرف دارالحکومت کا نام ملتا ہے۔[54]

کنیشکا کے دور میں گندھارا آرٹ اپنے عروج کو پہنچا۔ کنیشکا نے اپنے آخری ایّام میں ایک بڑا مینار بنایا تھا۔ جو موجودہ پشاور میں گنج گیٹ کے باہر شاہ جی کی ڈھیری پر واقع تھا۔ تیرہ منزلوں کی اس مینار کی بلندی ۴۰۰ فٹ تھی۔ اس کے اوپر لکڑی کا نقش ونگاری کا کام کیا گیا تھا۔ اور چاروں طرف لوہے کا جنگلا لگا ہوا تھا۔ محققین کے خیال کے مطابق چھٹی صدی کے شروع میں چینی سیّاح سونگ یون یہ دیکھنے آیا تھا۔ اس وقت تک اس مینار کو تین مرتبہ آگ لگ چکی تھی۔ اور تینوں مرتبہ بادشاہ کنیشکا نے اسے دوبارہ بنوایا تھا۔[55]

کنیشکا تقریباً ۱۵۱ء میں فوت ہوا۔ کشان طاقت کا خاتمہ ۲۲۵ء کے بعد ساسانی طاقت کے ہاتھوں ہوئی۔ جس کی بنیاد ۲۲۴ء یا ۲۲۶ء میں اصطخر کے مندر کے پیشوا "ساسان" کا پوتا "اردشیر بابکان" نے رکھی۔ جو ھخامنشی ہونے کا دعویدار تھا۔ اردشیر بابکان ۲۲۶ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد ۲۴۰ء میں اس کا بیٹا شاہ پور اول حکمران بنا جو ولی عہد کی حیثیت سے اپنے باپ کا شریک رہا تھا۔ یہی وہ شاہ پور ہے۔ جس کا کتبہ " تخت جمشید" کے قریب نقش رستم کے مقام آتشکدہ کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے۔ اسی کتبے میں (پسکی بورا) پشاور کو ساسانی سلطنت کا مشرقی سرحد قرار دیا گیا ہے۔ یہ کتبہ ۲۶۰ء اور ۲۷۳ء کے درمیان لکھا گیا ہے۔ ۲۶۰ء میں ایڑیسہ کی لڑائی ہوئی تھی۔ جس کی یادگار

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

میں یہ کتبہ تحریر کیا گیا۔ ۳۷۲ء میں شاہ پور اول وفات پا چکے۔[56]

۴۵۰ء تک کشانوں کا گروہ افغان اور گندھارا کے علاقوں پر حکمران رہے۔ اس کے بعد سفید ھن یا افتھالیاں جنہیں رومی اور یونانی مصنّفوں نے " افتھالا ئٹس "Ephthalites یا"کیو نا ئٹس " Chionitas اور چینی مصادر نے "ای، تی، آئی، لی، ڈو(Ye-ti-i-li-do) کے نام دیتے ہیں۔ قدیم عرب ہیاطلۃ☆اور ایرانیوں نے انہیں ہیتال(Haytal) یاہیا تلہ(×ayatilÉ) کے نام سے یاد کیا ہے۔[57]

ماورالنہر کے علاقوں سمر قند، بخارااور خجند کو ہیاطلۃ کہتے ہیں جب بابل میں زبانیں خلط ملط ہو گئی تو ہیطل بن عالم بن سام بن نوح علیہ السّلام یہاں آکر آباد ہوئے جس کی وجہ سے یہ علاقے ہیطل کے نام سے منسوب ہوئے اور اسلام آنے کے بعد ماورالنہر کے نام سے موسوم ہوئے۔[58]

۴۲۵ء میں افتھالیوں نے باختر پر مکمل قبضہ کر لیا۔ ۴۲۷ء میں مشہور ساسانی بادشاہ "بہرام پنجم " نے افتھالیوں کو ایران پر پیش قدمی کرنے سے روکے رکھا۔ لیکن پانچویں صدی عیسوی میں جب بہرام کا پوتا " فیروز " تخت نشین ہوا تو دونوں فریقوں میں زبردست لڑائیاں ہوئیں۔ ان لڑائیوں میں پہلے تو فیروز قید ہوا اور بعد میں مارا گیا۔ افتھالیوں نے ایران پر قبضہ کرنے کے بعد ایران چھوڑا۔[59]

خلاصہ یہ کہ افغان موٴرخین اس بات پر متفق ہیں کہ افغان قوم دراصل بنی اسرائیل کے اس دس گمشدہ قبیلوں کی اولاد ہے۔ جن کو بخت نصر نے بیت المقدس پر حملے کے وقت وہاں سے نکالا تھا۔ ان میں کچھ قبیلوں نے غور کی پہاڑوں میں پناہ لیا اور کچھ مکّہ معظّمہ میں بسنے لگے۔ ان قبیلوں کا جد امجد " افاغنہ "تھا۔

تاریخ افغانستان قبل از اسلام کے بعد چونکہ عرب کا قبل از اسلام تاریخ بھی مطلوب ہے۔ اسلئے یہاں اس کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

تاریخ عرب قبل از اسلام:

وجہ تسمیہ عرب:

عرب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ اہل لغت کے ہاں عرب اور اعراب کے معنی فصاحت کے ہیں۔ عرب اپنی زبان آوری کے سامنے دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے۔

اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو عرب اور باقی دنیا کو (عجم) یعنی ژولیدہ بیان (بے زبان) کہہ کر پکارا۔[60]

تمام سامی زبانوں میں " عربہ " صحرا اور بادیہ کا مفہوم رکھتا ہے۔ جزیرہ نما عرب چونکہ زیادہ تر بیابان اور ریگستان ہے۔ اس لئے اس کا نام " عرب " قرار پایا۔ اور بعد میں اس کے باشندوں کیلئے عرب بولا جانے لگا۔ قرآن مجید میں عرب کیلئے وادی غیر ذی زرع کا لفظ استعمال کیا گیا۔ جس کے معنی ہے۔ "غیر آباد علاقہ " چونکہ عرب زیادہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

تر پہاڑوں اور ریگستانوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ نام رکھا گیا۔

توراۃ میں اسماعیل علیہ السّلام کا مسکن "مدبار" بتایا گیا۔ جسکے معنی غیر آباد اور بیابان ہے۔ لفظ "عرب" سب سے پہلے ۱۰۰۰ ق م میں سلیمان علیہ السّلام کے عہد میں استعمال ہوا تھا۔[61]

جزیرہ نما عرب پہاڑی سلسلے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ملک کا اکثر حصّہ ریگستان ہے۔ سب سے بڑا پہاڑی سلسلہ جبل السراۃ ہے۔ جو سب سے بلند چوٹی ہے۔ بعض حصّے زرخیز اور شاداب ہیں۔ چاندی اور سونے کی کانیں کثرت سے ملتے ہیں۔[62]

جزیرہ نما عرب کو اہل عرب عموماً جزیرۃ العرب کہتے ہیں۔ جزیرہ عرب کی شکل چوکور ہے۔ اس کا طول شمال مغرب سے جنوب مشرق کی جانب تقریباً ۲۲۰۰ کلومیٹر اور عرض تخمیناً ۱۲۰۰ کلومیٹر ہے۔ عمان کا خطہ جو ایران کے ساحل کے قریب پہنچتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کے توازن میں خلل انداز ہوتا ہے۔ جزیرہ عرب کی مغرب جنوب اور مشرق کی اطراف میں سرحدیں خلیج عدن، بحیرہ عرب خلیج عمان اور خلیج فارس تک پھیلی ہیں۔ شمال کی طرف جزیرہ نما عرب کی حد متعین نہیں ہے۔ شمال کی طرف سے نفود کے صحرائے اعظم سے ایک وسیع ہموار چٹیل میدان پھیلا ہوا ہے۔۔[63]

قومیں:

مؤرخین کے ہاں عرب تین اقوام میں منقسم ہیں۔

عرب بائدہ:

عرب بائدہ سے مراد قدیم عرب اقوام ہیں۔ جو بالکل ختم ہوگئیں اور ان کے متعلق

کوئی ضروری تفصیلات بھی دستیاب نہیں ہیں۔ ان اقوام میں عاد، ثمود، عمالیق، طسم، امیم، جاسم شامل ہیں۔ جو کہ اصلی عرب تھے۔ ان کی فطری زبان عربی تھی اور فارس میں رہنے والے فارسی بولتے تھے۔ "عاد" حضرموت اور پورے یمن میں رہتے تھے۔ اسی طرح "ثمود" شام اور حجاز کے درمیان وادی القری اور اس کے اطراف میں رہائش پذیر تھے۔ جدیس "طسم" کے ساتھ ہوگئے اور یمامہ اور بحرین کے علاقے میں سکونت اختیار کی۔ اس دور میں یمامہ کو "جو" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ جاسم عمان میں رہتے تھے۔[64]

عرب عاربہ:

ان قوموں کا شجرہ نسب اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

ارم بن سام بن نوح علیہ السّلام کے تین بیٹے، عوص، غاثر اور حویل تھے۔ عوص کے بھی تین بیٹے تھے، غاثر، عاد اور عبیل۔ عاد اور عبیل احقاف میں سکونت پذید تھے، جسے اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السّلام کو بھیجا۔ ثمود بن غاثر

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

اور جدیس بن غاثر بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السّلام حجر میں رہتے تھے، صالح علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف بھیجا۔ طسم، جدیس اور عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح علیہ السّلام یمامہ میں رہتے تھے، بعض مکہ میں سکونت پذیر تھے، مصر کے فراعنہ، فارس اور خراسان کے بادشاہ اس کے اولاد میں سے ہیں۔ امیم بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح علیہ السّلام فارس میں رہتے تھے۔[65]

یافث بن نوح علیہ السّلام کی اولاد میں ترکوں سمیت عجم کے تمام بادشاہ تھے۔ ان کا آخری بادشاہ یزدگرد شہریار بن پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ حام بن نوح علیہ السّلام کی نسل میں نوبہ، حبشہ، سندھ، ہند اور ساحلی علاقوں کے لوگ شامل ہیں اور انہی میں سے نمرود بن کوش بن حام بن نوح علیہ السّلام تھا۔[66]

قینان جو کہ ارفخشد بن سام کا بیٹا تھا۔ اپنے آپ کو خدا کہتا تھا اور اس لئے اس کا تذکرہ آسمانی کتاب " تورات " میں نہیں۔ تورات میں شالخ بن قینان اور ارفخشد بن سام کی پیدائش کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ شالخ کا بیٹا عابر اور اس کے دو بیٹے ایک کا نام فالغ (عربی میں فالغ کا معنی تقسیم کرنے کے ہیں) اسے یہ نام اس لئے دیا گیا۔ کہ اس زمانے میں زمین تقسیم ہوگئی تھی اور زبانیں خلط ملط ہوگئی تھی۔ عابر کے دوسرے بیٹے کا نام قحطان تھا۔ قحطان کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام " یعرب" اور دوسرے کا نام "یعطان" تھا۔ قحطان وہ پہلا شخص تھا جس کو یمن کی بادشاہی ملی اور جسے "ابیت اللعن" کا خطاب دیا گیا۔ جو کہ عام طور پر بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔[67]

فالغ بن عابر کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام "ارغوا" تھا۔ اس کا ایک بیٹا "ساروغ" تھا۔ ساروغ کا ناحور نامی بیٹا تھا۔ ناحور کا بیٹا تارخ تھا۔ جس کو عربی میں " آذر" کہتے ہیں۔ جو ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا۔[68]

ارفخشد کے بیٹے کا نام نمرود تھا جو حجر کے کسی کنارے پر رہتا تھا۔ حام بن نوح کے چار بیٹے تھے۔ جو کہ کوش، مصر ایم، قوط، اور کنعان کے ناموں سے مسمّی تھے۔ نمرود کوش کے نسل سے تھا، جو بہت بڑا جابر اور ظالم شخص تھا۔[69]

عربی بولنے والے ابتدائی لوگ:

کہا جاتا ہے کہ عربی بولنے والے پہلے لوگ عمالقہ تھے۔ بابل سے کوچ کرتے وقت عملیق اور جرہم عرب عاربہ کہلاتے تھے۔ عاد اور عبیل عوص بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں۔ اہل روم بنو لنطی بن یونان بن یافث بن نوحؑ کے بیٹے ہیں۔ نمرود کوش بن کنعان بن حام بن نوح کا بیٹا تھا۔ یہ بابل کا بادشاہ تھا۔ اور ابراہیم علیہ السّلام کے زمانے میں بابل پر اسی کی حکومت تھی۔[70]

عربی زبان کا آغاز:

قوم عاد کو ارم کہا جاتا ہے۔ جب قوم عاد ہلاک ہوگئی تو قوم ثمود کو ارم کہا جانے لگا اور جب ثمود بھی ہلاک ہوگئے تو تمام بنی ارم کو "ارمان" کہا جانے لگا۔ یہ لوگ نبطی ہیں۔ جب نمرود جو (بابل کا بادشاہ تھا) اُس نے ان لوگوں

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

کو بت پرستی کی دعوت دی۔ تو ان لوگوں نے بت پرستی شروع کی۔ اس سے پہلے یہ لوگ مسلمان تھے۔ اس زمانے میں یہ لوگ سریانی زبان بولتے تھے۔ تو اللہ تعالی نے ان کی زبانوں کو خلط ملط کر دیا۔ یہاں تک یہ لوگ ایک دوسرے کے باتوں کو بھی نہ سمجھ پاتے تھے۔ کیونکہ بنو سام اور حام کی اٹھارہ اٹھارہ لغتیں تھیں اور بنو یافث کی چھتیس بولیاں تھیں۔ تو اس وقت اللہ تعالی نے عاد، عبیل، جدیس، طسم، امیم، بنو یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کو عربی سکھادی۔[71]

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد کی پیدائش:

جب فالغ بن عابر تیس برس کو پہنچا۔ تو ارغوابن فالغ پیدا ہوا۔ فالغ کی کل عمر دو سو انتالیس سال تھی۔ جب ارغوا بتیس سال کا ہوا تو اس کا بیٹا ساروغ پیدا ہوا۔ ارغوا کی کل عمر دو سو انتالیس سال تھی۔ پھر ساروغ کے ہاں تیس برس کی عمر میں ناحور پیدا ہوا۔ پھر ناحور کا بیٹا تارخ پیدا ہوا۔ جب نمرود نے اسے بتوں کا نگران بنا دیا تو آزر کے نام سے مشہور ہوا۔ کہا جاتا ہے، کہ ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر نہیں تھا۔ یہ تو ایک بت کا نام تھا۔ یہ مجاہدؒ کا قول ہے۔

ولادت ابراہیم علیہ السّلام:

طوفان نوح اور ابراہیم علیہ السّلام کی پیدائش میں ایک ہزار اناسی برس کا فرق ہے۔ بعض اہل کتاب کا کہنا ہے۔ کہ طوفان نوح اور ابراہیم علیہ السّلام کی پیدائش میں ایک ہزار دو سو تریسٹھ سال کا زمانہ ہے۔ اور آدم علیہ السّلام کی تخلیق کے بعد تین ہزار تین سو سینتیس سال بعد کا واقعہ ہے۔[72]

عرب مستعربہ:

عرب مستعربہ اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد ہیں، انہیں "مستعربہ" اس لئے کہتے ہیں کہ اسماعیل علیہ السّلام کی اپنی زبان عربی نہیں بلکہ عبرانی تھی۔

اسماعیل علیہ السّلام کے اولاد کو عرب مستعربہ کے علاوہ، متعربہ، عدنانی، نزاری اور معدانی بھی کہتے ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں کے نام تورات میں نابت، قیذر، اذبل، میشا، مسمعا، ماشی، دما، اذر، طیما، یطور، نبش، قیذما مذکور ہیں، ان میں سے عربی کتابوں میں نابت اور قیذر کے ناموں کا اکثر استعمال ہوا ہے۔ جس طرح عدنان عدنانی عرب کا جداعلیٰ ہے، اسی طرح قحطان، قحطانیوں کے جد امجد ہیں۔[73]

ابن ہشامؒ نے رعلة بنت مضاض کا شجرہ نسب رعلة بنت مضاض بن عمرو بن جرهم بن قحطان بن عامر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیه السّلام ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاقؒ نے جرہم بن یقطن بن عیبر بن شالخ کہا ہے۔ یقطن سے مراد قحطان اور عامر بن شالخ کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

جگہ عیبر بن شالخ مذکور ہے۔اسماعیل علیہ السّلام نے ایک سو تیس سال عمر پائی اور مقام حجر میں اپنی ماں کے ساتھ مدفون ہوئے۔[74]

اہل انساب نے ابراہیم علیہ السّلام کا شجرہ"ابراهيم بن تارح (آزر)،بن ناحور بن اسرغبن ارغو بن فالخ بن عابر بن ارفخشذ بن سام بن نوح عليه السّلام بن لملك بن متوشلخ بن اخنوح بن يردبن مهلائيل بن قاين بن انوش بن شيث عليه السّلام بن آدم عليه السّلام " لکھا ہے۔[75]

عدنان جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سلسلہ نسب ٹھہرتا ہے ، اس شجرہ نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض اہل انساب کے مطابق عدنان بن اددبن يحثوم بن مقوّم بن ناحوربن تارخ بن يعرب بن يشحب بن نابت بن اسماعيل بن ابراہيم عليه السّلام ہے۔بعض نے "عدنان بن ادد بن اشجب بن ايوب بن قيدار بن اسماعيل بن ابراہيم عليه السّلام" لکھا ہے اور بعض کے ہاں یہ سلسلہ نسب عدنان بن ميدع بن متيع بن ادد بن كعب بن يشجب بن يعرب بن ہميسع بنقيدار بن اسماعيل بن ابراہيم عليه السّلام مؤکد ہے۔عدنان کے دو بیٹے عک اور معد تھے۔کلام حاصل یہ ہے کہ عدنان سے آگے اہل انساب کا آپس میں اختلاف ہے،اسی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم جب اپنا شجرہ نسب بیان کرتے تھے تو عدنان پر رک جاتے تھے۔[76] عدنان سلسلہ نسب یہاں تک صحیح طور پر محفوظ ہے۔ صحیح بخاری میں اس طرح مذکور ہے۔

> "سيّدنا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصى بن كلاب بن مره بن كعب بن لؤى بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن كنانه بن خزيمه بن مدركه بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنا ن ".[77]

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے سب سے اچھّے گروہ میں بنایا، پھر ان کے بھی دو گروہوں میں زیادہ اچھّے گروہ کے اندر رکھا، پھر قبائل کو چنا تو مجھے سب سے اچھّے قبیلے کے اندر بنایا پھر گھرانوں کو چنا تو مجھے سب سے اچھّے گھرانوں میں بنایا۔لہٰذا میں اپنے ذات کے اعتبار سے سب سے اچھّا ہوں،اور اپنے گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں“۔[78]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

بنو اسماعیل کے ایک فرد کلاب نے شمالی عرب کے قبیلہ قضاعہ میں شادی کی۔ جس سے قصّی پیدا ہوئے۔ قصّی کی شادی حبّی بنت حُلیَل (اصل نام حُلیَل بن حبشّیۃ متولی خانہ کعبہ) سے ہوئی۔ حُلیَل نے اپنے آخری ایّام میں خانہ کعبہ کی کنجیاں اپنی بیٹی حبّیٰ کے حوالے کر دی، جس سے کنجیاں بنو اسماعیل میں منتقل ہو گئی۔ بنو قضاعہ نے جب بنو خزاعہ کو شہر بدر کرنے پر مجبور کیا تو جاتے وقت بنو خزاعہ نے چاہ زم زم کے کنویں کو بند کر دیا، جو صدیوں تک بند رہا۔ قصی نے مکّے میں ایک مثالی شہری نظام بسایا۔ دارالندوہ (پارلیمنٹ) اور ٹیکس کے ادارے قائم کئے۔ قصی کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے دیئے، چاروں میں عبد مناف نہایت صاحب عزّت تھے۔ عبد مناف کے بھی چار بیٹے تھے۔ چاروں میں ہاشم جرات، بہادری اور سخاوت کا پیکر تھا۔ ہاشم کی وفات 485ء کو ہوئی اور چند ماہ بعد عبد المطّلب پیدا ہوئے۔ البتہ ابن سعدؒ اور ابن خلدونؒ کے مطابق عبدالمطّلب کا پیدائش ہاشم کے وفات سے پہلے ہو چکا ہے۔ عبدالمطّلب کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں زم زم کی جگہ کی نشاندہی کرائی۔[79]

عبد اللہ، عبدالمطّلب کے بیٹوں میں بہت پیارے بیٹے تھے۔ آپ کی نکاح بنو زہرہ کی ایک نیک خاتون حضرت آمنہ بنت وہب سے کرائی گئی۔ عرب کے دستور کے مطابق عبد اللہ شادی کے بعد اپنے سسرال میں چند ماہ تک رہے۔ ایک دن تجارت کی غرض سے شام گئے، واپسی پر راستے میں بیمار ہو گئے اور مدینہ چلے آئے۔ چند دن قیام کے بعد وہاں وفات پا گئے۔ عبدالمطّلب کو اپنے لاڈلے اور جوان بیٹے کی موت سے بڑا دکھ ہوا۔ عبد اللہ کی وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے سات ماہ قبل ہوئی۔ اور آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی اور بقول واقدی عبد اللہ کی عمر بوقت وفات پچیس سال تھی۔[80]

حواشی وحوالہ جات

1۔ محمد قاسم فرشتہ، "تاریخ فرشتہ" ص: 75، لکھنؤ، 1321ھ

2۔ خواجہ نعمت اللہ ہروی، تاریخ خانجھانی و مخزن افغانی، ص:37، لکھنؤ 1876ء

3۔ سیّد جمال الدّین افغانی (م۔1897ء)، "**تتمة البيان في تاريخ الافغان**"، ص:17-15، طبع کابل، 1318ھ

4. Mount Stuart, Elphinstono, 1972. "Kingdom of Kabūl", Oxford University Press, Vol .1, p 200

5. Sir Olaf Caroe ,1958,"The Pathans 550 B.C to 1957, Oxford University Press , p:80

6. Sir Olaf Caroe, 1958 "The pathān" p: 82

7۔ خواجہ نعمت اللہ ہروی، مذکور، ص: 72

8. Imperial Gazetter of India, 1999. " Afghanistan and Nepal, p 1, Sang_e_meel, Publications, Lāhore

9. Tahir Amin, 1987. Afghanistān, Iran and Pakistan: Crisis; Institute of Policy Studies Islamabad, p 40.

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

[10]۔ بشریٰ افضال عباسی، 2002،"جغرافیائی معلومات"، اُردو سائنس بورڈ، لاہور، ص: 110

[11]. (A) Imperial Gazetter of India, 1999."Afghanistan and Nepal", p 2
(B) Dr. Abdul Ghani, 1979. "A Brief Political History of Afghanistan"
Najaf publications, Lahore, p 9

[12]. Humulum, 1959, " The Geography of Afghanistan"Scandinauin, University Copenhagen.Books, p 10

[13]۔ ظہیر الدین بابر، "تزک بابری"، انجمن تاریخ کابل ت ن، ص: 42

[14]. Louis Dupree, 1980. "Afghanistan", p 17 W, Fairseruis, 1950.

[15]. Afghānistān", Tarnsaction of the Newyork, Academy of science 2, pp 172 -173.

[16]۔ غبار، میر غلام محمد، "تاریخچہ مختصر افغانستان"، ادبی انجمن، کابل، ص: ۷

[17]۔ عبدالحیٔ حبیبی، 1346ھ- تاریخ مختصر افغانستان از زمان قدیم تا خروج چنگیز و حدود--- 600 ھ۔ انجمن تاریخ، کابل ج1، ص: ۸

[18]۔ ایضاً۔ ص: 15

[19]۔ عبدالحیٔ حبیبی، 1346ھ، مذکور، ص: 14

[20]۔ اوستا: فارسی مذہب کی مقدس کتاب ہے۔ اس کی زبان قدیم پہلوی ایرانی سے ملتی جلتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں 21 پارے تھے جو بارے ہزار چمڑوں پر سنہرے خطوں سے تحریر تھے۔ ھخامنشی خاندان کے زوال کے بعد ضائع ہو گئی، صرف ایک پارہ اور چند اجزاء باقی رہے۔ اوستا کے چار حصے ہیں۔ (1) ایستا جن میں بارہ باب ہیں اور مقدس بھجن گھتا بھی اسی میں شامل ہے۔ (2) ویسپ ید (حمدیں)۔ (3) وندیداد جس میں طہارت، ریاضت اور عبادت کے قاعدے ہیں۔ (4) یشت یعنی فرشتوں کی مدحیات، ان کے بارے میں عام عقیدہ یہ ہے کہ یہ زرتشت کا کلام ہے۔ اسکندر اعظم نے جب 331 ق م میں ایران فتح کیا تو اوستا کا اکثر حصّہ ضائع ہو گیا، عہد ساسانی میں پراگندہ اوستا کے حصّے کو جمع کر کے 348 فصلیں مل سکیں جنہیں 21 کتابوں میں منقسم کیا گیا، اس کے بعد عرب فاتحین، اور مغلوں کی حملوں سے اور حصّہ بھی ضائع ہو گیا، موجودہ اوستا صرف 83000 الفاظ باقی ہیں۔

[21]۔ رب النوع: مخلوق کی مختلف انواع میں سے ہر نوع کی دیکھ بھال یا حفاظت کرنے والا فرشتہ جو کہا جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ دائرۃ المعارف۔ 17۔ 502

[22]۔ نجیب اللہ توروایانا، 1379۔ "آریانا افغانستان"۔ ڈھکی نعلبندی، قصہ خوانی پشاور، ج1، ص: 30

[23]. Textual Sources for the Study of Zoroastianism Verses Yasht: p 19

[24]۔ کیقباد: ایران کے اساطیری بادشاہ کا نام جو خاندان "کیان" سے تھا، اوستا میں "کوی، کواتہ kavi kavata" مذکور ہے۔ ایضاً

[25]۔ ایضاً ص: 24

[26]۔ نجیب اللہ، توروایانا، 1379، مذکور، ج1، ص: 32

[27]۔ ڈاکٹر عبداللہ رازی، تاریخ کامل ایران (چاپخانہ اقبال 1363ھ) ص: 7 وما بعد

[28]۔ عبداللہ رازی، مذکور، ص: 48

[29]۔ عبداللہ رازی، مذکور، ص: 52

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

30۔ عبدالحیٔ حبیبی، مذکور، ص:38 - 39

31۔ ایضاً، ص:39

32۔ شیخ محمد فریدالدین عطار، 2003، "تحقیق در الٰہی نامہ"، نگارش ڈاکٹر کلثوم فاطمہ سید، (مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد)، بذیل: اسکندر

33۔ ایضاً

34۔ تخت جمشید: ایران کے ہخامنشی سلطنت کے فرمانرواؤں کا ایک عظیم الشآن دارالسلطنت کا نام جو شیراز سے چالیس میل شمال مشرق میں واقع ہے، شاہی محلات کے کھنڈرات اب بھی باقی ہیں، اسکندر اعظم نے داراسوم کو شکست دینے کے بعد اسے جلایا۔ آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا

35. Dr. Abdūl Ghanī, p 55, Louis Dupree, p 279
36. Louis Dupree, p 279
37. Olaf Caroe, p75
38. Louis Dupree, p278
39. W.Tran1951" The Greeks in Bactria and India",(Cambridge) p 20
40. W.Tran, p 207

41۔ اریان، انا باسس بحوالہ اولف کیرو، دی پٹھان

42. W.Tran, p 207

43۔ عبدالحیٔ حبیبی، مذکور، ص: 50

44۔ ایضاً

45. Olaf Caroe, p 80

46۔ دارالاشاعت بہار، 1934، "تاریخ سیستان"، (تہران) ص: 63

47۔ ایضاً

48. Olaf Caroe, p 111

49۔ عبدالحیٔ حبیبی، مذکور، ص:64

50. Mac. Govern, W, 1939, " The Early Empire of Central Asia", Chapel Hill), p 111

51۔ ایضاً، ص: 120

52۔ عبدالحیٔ حبیبی، مذکور، ص: 70

53. Rawland. B. 1938. " The wall pinting of India, Central Asia and Cylon (Bostan), p 175
54. MacGovern. W. p 152
55. Rosenfield. J, 1967. " The Dynastic arts of kushāns ".(Barkelay and Los Angeles) p:175
56. Ibid, p:123

57۔ عبداللہ رازی، مذکور، ص: 27۔28

58۔ معجم البلدان 5۔422

59۔ ایضاً

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1252019

60 - سید سلیمان ندوی ، ارض القرآن، ج1، ص: 57-58 مطبع شاہی لکھنوئ

61 - ایضاً

62 - سید سلیمان ندوی، مذکور، ج1، ص: .70-69

63 - دائرۃ المعارف الاسلامیہ، اردو، ج13، ص: 50 دانش گاہ پنجاب،لاہور

64 - عمادالدّین (م۔732ھ)، "المختصر فی اخبارالبشر" ج1،ص: 99، مطبعه حسینیه مصر، سطن

65 - ابن قتیبه،"المعارف"، (م۔276ھ) ج1، ص:27، الطبعة الثانی، الهیثمیه مصریه العامة للکتاب، قاهره، 1992ء

66 - ابن جریر الطبری (م۔310ھ) تاریخ الرّسل والملوك "صلةابن سعد قرطبی "تاریخ الطبری" (م۔369ھ)ج1، ص:204 طبعه ثانیه1387ھ دارالتراث بیروت

67 - ابن قتیبه،"المعارف"،مذکور، ج1، ص:207

68 - ابن الجوزی (م۔597ھ)،"المنتظم فی تاریخ الامم"ج1،ص: 258دارالکتب بیروت،1412ھ

69 - ابن جریر الطبری "تاریخ الرّسل والملوك "، مذکور، ج1،ص:206

70 - أیضا، ج1،ص:207

71 - ابن جریر طبری ، "تاریخ الرّسل والملوك "مذکور، اردو۔ج1، ص:144

72 - ایضاً، ج1،ص:211

73 - جواد علی المفصل فی تاریخ العرب "، ج2، ص:26 طبع چهارم دار الساقی 1422 ھ

74 - عبدالملک بن بشام (م۔213ھ)،"سیرة النبوة لابن هشام"ج 1،ص:4 طبعه ثانیه، مکتبه و مطبع مصطفی البابی، مصر 1375ھ

75 - أیضاً ،ص:6

76 - ابن قتیبه " المعارف"،مذکور، ج1، ص:63

77 - محمد بن اسماعیل بن مغیره البخاری (م۔256)، "الصّحیح البخاری "،ج5،ص:44مطبع دار طوق النجاة 1422

78 - محمد بن عیسی بن سورة بن موسی بن الضحاك الترمذی(م۔279ھ)،"سنن ترمذی"،ج5،ص: 545 طبعه ثانیه، مکتبه و مطبع مصطفی البابی، مصر1375ھ

79 - دائرۃ المعارف الاسلامیہ،اردو،ج،19 ص:7.8 دانش گاہ پنجاب،لاہور

80 - ایضاً،11

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).